رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۸۳

REGISTERD NO.A.783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے تو نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچے میں آپ حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپکے حسب منشا مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر خیر السلامت۔ بندہ بہر۔ ایک مشہور ہفتہ وار پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ عام و دوام نہیں تو فوری کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ذاکر ہیں۔ یہاں سے ہر پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں ہر ایک کا پرچہ کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دوش بدوش نیا نمبر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے نہ ڈاکخانے کی عادت کا تعلق یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کی نسبت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلک پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہو سکینگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں وہ آئندہ نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۱

مضامین

شنبہ ۷ جنوری ۱۹۲۸ء

شراب کہنہ بجام نو

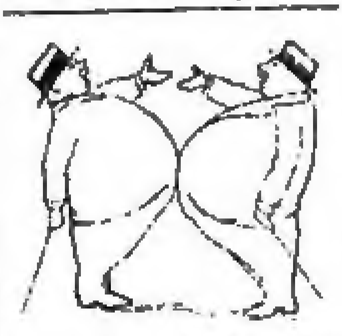
پلا ساقیا اختر قومی کا جام
ستارہ چمکنے لگے اوج پر
افق سے مصیبت کے بادل چھٹیں
محبت ہو ہر دم دل ہر فرد میں
نہ دندان سگ ہو نہ ہو گوش خر
کوئی اپنی قلت پہ گریاں نہ ہو
ہر اک سمجھے ہندوستاں کو وطن
وطن کے لیے جان قربان ہو
نہ بیٹھے دلوں میں عداوت کا بیج
ملیں اس طرح جیسے شیر و شکر
کسی کے نہ بہکانے میں آئیں ہم
رہیں یوں کہ اک جان دو قالب ہیں
لگائی بجھائی کی بھٹی ہو سرد
ہر اک عافیت سے بھری۔ الغرض
رہیں ریب خانہ سے دور دور
مرے اچھے ساقی نہ کر اب تو دیر
بہم ایک ہو ایک آواز ہو
کہیں رہ کے ہم سب میں خدام ہند
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو
خزاں سے بری ہو وطن کا چمن
مسرت کا بلبل چہکتا رہے
خبر ہے تجھے آ گیا سال نو
سنہ بیست و ہفتم روانہ ہوا
سنہ بیست و ہشتم ہے کرسی نشیں
اٹھو اور یارو میں سال نو کے بلا
پلا دے کہ جو ہوں رنج میں مبتلا
سنا دے کرشنا والوں دختر خان

کہ ظلمت کے دن کی نظر آئے شام
اٹھانے لگیں ہم ترقی کا سر
جو مشکلیں سب ہماری ہیں
نہیں حصہ لینے میں ہم دیر میں
نہ غوغائے پشتو نہ ٹر ہو نہ ٹر
کوئی اپنی کثرت پہ نازاں نہ ہو
گڑے جب جنگ ہو دین کا کفن
نہیں ذکر مذہب کو رسم آن ہو
جہالت شقاوت کی شب کی پو پھٹے
جو ٹوٹے عدو تو کہیں وحدت نظر
دکھائیں عداوت کو راہ عدم
ہم دونوں مطلوب و طالب نہیں
نہ ہو ہند میدان جنگ و نبرد
جہاں پائے دشمن کو بس گلا گھونٹ دے
کہ لانے نہ پائے وہ ہرگز فتور
پلا کر شاسب کی عقلوں کا پھیر
پرستاری ملک پر ناز ہو
نہیں غیر کا شیشہ و جام ہند
ہو دشمن اسکا وہ برباد ہو
نکل جائیں سب اس سے زاغ و زغن
گل کامرانی مہکتا رہے
بزن فال نو کا درود حسان نو
نیا اب مرے سے زمانہ ہوا
ہے تزئین اسکے ساری زمین
نہ انکار میں اپنی گردن ہلا
ہے سال گزشتہ کا کرنا گلا
جو ہے ہند میں آ کے یورپ مدان

نسیم کرم ہمیشہ کی وارد ہوئے
بہت دھوم سے خیر مقدم ہوا
کہ پیچ پانے پہ خلعت ملی
بڑے لاٹ صاحب نہ آئے مگر
وہ ہوتے اگر وارد بمبئی
ہر اک جام ساقی پلا دے مجھے
غرض کیا انھیں سیر و تفریح سے
کیا اس لیے یہ سفر اختیار
پڑھایا لب اہل لندن نے کیا
یہاں جان کل اسکے استاد ہیں
اسے کر دیا ہو گا ہر فن میں طاق
مہذب ہے یہ اور وحشی اپنا ہم
مگر آکے دیکھا یہاں شاہ نے
محاسن ق... یہاں بھی اب نہیں
جو پہلے تھے یاں مردم و غیرہ
لباس ان کا ہے گو کہ ابریشمیں
نہ بینم بہ مال از کسے بہتر است
بصورت کسانیکہ مردم وش اند
نہ تسلیم ہے ان کو نہ بھی وفا
پہن کوٹ پتلون سب ہو گئے
تھے بھول یہ ملک داری کے طور
ہے اپنے نزدیک یہ دور اپنا
مقرر ہیں سب پارہ گوئی میں طاق
تحمل کناں را نخواہند مرد
دگر در سرش ہول جز و آگہی ست
ہے اغرب تسلیم کا یہ قسم
یہ حسن تمدن کی ہے تازگی
قدم پیچھے اپنے استاد کے
کہا شاہ نے دیکھ کر یاں کے طور
بجھ ہند آن سرورون سے تم
نہیں ان میں جوش اخوت نہیں
بڑے خود غرض ہیں بڑے چالباز
نہ ان کی سنو عقل سے کام لو
یہی آتش کینہ بھڑکاتے ہیں
کرو دین سے عافیت کو درست

قدم ہند کی سر زمیں پہ جو رکھے
خزاں میں بیابان کا ماتم ہوا
کھلائے گل کیں میں شعلہ کا بھی
کیا اثر طبیعت ہوائی وقت پر
تو میسر طفت کے پوتے سارا جگ
تو لفت سفر کی بتا دو بن گئی
کی یہ ہے پر لطف تصریح سے
کہ دیکھیں زری ہند کا حال زار
اسے ڈیڑھ سو سال میں کیا دیا
ہنر ہر طرح کے انھیں یاد ہیں
یہ ہر علم میں ہو گا چالاک و چاق
یہاں سو کثرت چھپا اشرم
کہ لپٹا گیا کوہ کرکا وسنے
سو دو ب نہیں یہ ہمت پانیں
وہ ہیں جو تل ہزار من آج فرد
مگر آدمیت کی بو تک نہیں
خر ار جل اطلس بپوشد خر است
چو صورت جہاں بہ گرد ورد گشتہ
نہ تہذیب ہے ان کو سے واسطا
بڑے لاٹ ہی کے مصاحب جو تھے
رہے یار خدمت گزاری کے طور
کر دیں غلامی پہ مغرور ہیں
جو لیڈر ہیں وہ مچسہ بولی میں طاق
کہ بیچارہ او ز ہم سر بہ گرد
گر پر غاز و کاری جو دیوانگی ست
کیا ان کے دشمن ہوئے سر بسر
کر رکھے ہیں خویشوں سے بیگانگی
ہے کیسے کیسے ہنر یاد تھے
کہ بھائی کرو اپنی حالت پہ غور
و تم سب کی کرو تھنے ہیں عقل گم
مروت نہیں ہے محبت نہیں
بڑے فتنہ پرور بڑے حیلہ ساز
تکمیل انکی سنہ نو ری کی تمام لو
لڑا کر ہمیں جو بھڑکاتے ہیں
نہ لڑکر کرو عافیت تنگ دست

[illegible]



"اخاہ دوست ہاتھ ملاؤ"
"بالکل پیٹ مل سکتا ہے"

انجمن محبان الادب لکھنؤ کا آٹھواں سالانہ مشاعرہ

زیر صدارت عالیجناب راجہ صاحب بہادر [illegible] ... سید [illegible] حسن صاحب [illegible] ... مختلف مقامات ہندوستان کے مشاہیر شعرا ... [illegible]

برقی انگوٹھی

انگوٹھی [illegible] ... [illegible]

[illegible]

جنہیں کہتے ہیں سر شفیع — وہی جو کل تک تھے بستر علیل
کہ ہوتا تھا جو کمیشن کے دم — گذشتہ تھے وہی سائمن کمیشن کے
اگر ہوتے گیبرو مسٹر جناح — وہ ہم نے کہا نہیں اعتماد
ہوا جب سے مسٹر محمد علی — بیماری بھی کچھ انکی چلی
بہت لاگر ہیں تو کیا اتفاق — کیا ہم نے انکا گبیرا بھی
یہ حال ہے جن کی نقشہ کا — تقاضا ہے جو ہر دو رشتہ کا
کسی سے ہی سنا روا عزت نہیں — نہیں سنتی حکومت نہیں
غضب کا گھر ہوا یہ جنگل — ہے وہ وقت ایسی میں ہزم
سلطنت ہے علامت میں نصحت — دل آزار ہو خونریز
شہ جان بل کو قصہ بیان — زبان نگیں خون کی زبان
ہوا دنیا سے رخصت نہیں — اصول قوت کے جانشین
ملکی سہی کیا ہو ان کو دیا — بیان جان بل نے بیت کی
اگر انکا ہے قول اعلیٰ — یہ ناحق کسی جنگ کی دیکھ
بیکیدہ گرمال سے شائی ہوگی — اسی حضرت اہل تو ہی ہو
ذرا غیر ہو جنبا دوستوں کو — ہو حق رعایا ان ہی کو
ہمیں نہیں زادوں نے خوشی بھی — کہ دانا نہیں کچھ دنیا بھی
غضون سے کیا حق جائے عقب — جو سمجھو تو ہیں یہ باتیں
رہے سب بزرگوں کے ہاتھ میں — بیا اپنا نمو تو خدمت کے بڑے
ثبوت اسکا ملتا ہے تو کیا — کہ بغیر ہو جن کی سال سے
عجب تیرا عجب بھی کہیل — نہیں ہے قوت ہم تو بیل
سرحال ہے سلطنت کا — کہ دیکھا اسپید رہتا ہو
کہیں گے یا کی ملاقات میں — کہیں کیا نہیں ...
باقی آئندہ

ر ... م

رقصہ م

تحائف سال نو

وسیرت باقی

مدیر جلیل حافظ سید عزیز حسن صاحب نقشبندی کی نقش بندی تحائف ملاحظہ ہو آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کی سیرت نہایت محنت اور حسن اہتمام کے ساتھ تصنیف کی اور چھپوائی ہے۔ سیر روشن کے بعد مزار شریف کی تصویر ہے اور آخر میں حضرت مصنف کی شبیہ ہے جو خوب ہے ۵

ایں سعادت بزور بازو نیست

پڑا جاتا ہے۔ نیک بزرگوں کی سیرت خوردوں کے واسطے دستور العمل ہے۔ روحانی امراض کے دفع کا یہی ایک طریقہ ہے۔ امید کہ صاحبان ذوق اس سے باقی سے ہدایت کا سبق لے کے اعمال کی درستی میں مدد حاصل کرینگے ورنہ کف افسوس مل کے کنا پڑے گا ۵

مضیٰ فی غفلۃ عمری کذٰلک یذہب الباقی

ہدیہ ۲ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ دفتر صوفیا کوچہ چیلان دہلی سے طلب کیجیے



خلقت: ارے شرفو بھی ہے شائستہ بھی حسین کتھ بھی ہے اور زبان بھی ہے؟
جان بل: مگر میری سواری کے لیے مخصوص بھی ہے اور اسکے ساتھ ایک بچی بھی ہے؟

پری مہک تیل

اسمیں شک نہیں کہ اگر یہ بال موجود ہیں اور ان کے بالوں میں حسب منشا یہ ہیں مہک بھی ہو تو اس تیل کے استعمال سے خوشنما بال نکلنے لگیں گے اور عجب نہیں کہ ان کی مہک چاہنے والوں کی مہک سے پہلانے کے قابل ہو جائے۔

موجد نے ایک چھوٹی سی شیشی ہمیں عنایت کی جہاں بال اس قابل نہ ہوں دور سے مہک کا لطف حاصل کر لیا۔ باین ہمہ سال اگر بال چکنانے تو ظرافت درست۔ عجب تیری قدرت عجب

تیرے تکمیل سے تو صبح کرنے۔ موجد کا دعویٰ ہے کہ درد سر اور نزلہ اسکے استعمال سے جاتا رہتا ہے کیا عجب ہے کہ خوشبو کے بارے میں دعویٰ صحیح ہو تو نفع کی نسبت بھی درست ہو۔ ایک روپیہ قیمت علاوہ محصول مقرر ہے۔ ملنے کا پتہ مختار احمد صاحب تیزی رزینٹ ساکن آمر گنج کھدان ڈاکخانہ پرانی انار کلی گیا

کحل الجواہر

یہ سرمہ حکیم ننھے نواب صاحب ساکن گیا (بہار) کی تصنیف اور ایجاد ہے۔ ضعف بصارت گرد آنکھ اور چشم کے زائل ہونے کے متعلق ابھی ہمارے پاس کوئی تصدیق تحریر نہیں ہوئی مگر ہمارے مصور صاحب کے پپوٹوں میں چھوٹے چھوٹے دانے پڑ جاتے تھے وہ کہتے ہیں کہ آشوب چشم اور درد میں یہ سرمہ مفید ہے اور منیجر صاحب بھی آزمائش میں مصروف ہیں مکمل شہادت بعد تصدیق مریضان آئندہ لکھی جائے گی باوجود یکہ ہم آنکھ کی بیماری نہیں رکھتے۔ ایک شیشی کی قیمت ایک روپیہ مقرر ہے۔

آفتاب صداقت

سائنس ہندت ستیہ دیو صاحب حال مولانا شیخ ناصر الدین احمد صاحب سے دنیا واقف ہے آپ کی مذہبی پوشاک جب میلی ہو جاتی ہے فوراً کپڑے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں اور کپڑے صاف ستھرے ہو جاتے ہیں آنجل جہاں کے نزدیک جسم دھوتی انگوچھا کرتا نہیں ہے۔ تہ زردھا ہو عمامہ ہو ۔۔ دیکھ کے کپڑے کے بغیر رہا نہیں جاتا کہ یا اللہ پانی سے صاف اب نہ رہا کپڑا کرتا لائے۔ اب سمجھ آئی ہے کہ اب بھاگ نہ جائے۔ باین شہرت و اشتہار آپ کا نام نامی اتر نہ میں آفتاب کی طرح روشن ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔۔ تعجب ہے کہ آپ نے "آفتاب صداقت" ایک ہفتہ وار پرچہ نکال دیا۔ مقرر خاص: ۔۔ اس آفتاب کا گنٹو ہے۔

"صداقت" کے معنی میں ۔ دوستی ہے ہمیں امید رکھنی
چاہیئے کہ دوستی کا نازک تار اس پر ہوگی بھی
میں نہ ٹوٹنے پائے گا۔ کیا ستم کہ مضامین اسکے
عام پسند ہوتے ہیں اور خطابیات وانوابیات کی بیت
مسلمانوں میں مقبول بھی ہونگے جو ممکن ہے کہ انکے
اعتراضات کا جواب بھی ہوں لیکن نقل دہرانی
مضمون اس شہر میں کوئی نہیں ہے۔ بہرحال جہاں
جواب تو آگے جلد کے یکی بھی پوری ہوجائے گی
لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ ندیم مسلمان اس سے ضرور
خوش ہوں گے۔



"صاحبزادے۔ یہ نہ سمجھنا کہ جہیز میں صرف تین ہزار
کا جہیز اپنی لڑکی کو دونگا۔ نہیں! اپنی موت کے بعد
دس ہزار نقد اور بھی؟"
"دیکھیے تمہاری یہ انتظار نہیں ہو سکتی؟"

دوست "فیض آباد"

یہ ماہ سال جدید نہیں۔ آخر گذشتہ ملکی اولاد
ہے۔ مگر ہوا سے نئی پود میں امرد ہے داخل کرتے
ہیں کہ دسمبر ۲۸ء میں خود بہن سلطنت دہلی حکیم مرزا
آغا حسن صاحب نظمی اسکے ایڈیٹر ہیں۔ یہ پرچہ بظاہر
مستقل ہے عام فوائد کا طرز رکھتا ہے۔ دوسرا سیاسی
واسطے دل آزار نہیں آجکل بہت بڑی دوستی
ہے۔ فیض آباد باوجود قدیم دار السلطنت اودھ ہونے
کے اب علمی امور سے قطع تعلق کرتا جاتا ہے۔ لہذا
کم از کم فیض آبادی اعیان کو لازم ہے کہ اسے ترقی
دیں اور اس سے دوستی پیدا کریں۔ ترتیب
مضامین کا سلیقہ کافی ہے۔ اللہ دوست دوستوں
کو حق دوستی ادا کرنے کی توفیق دے۔ پرچہ ہفتہ وار ہے
لکھائی چھپائی قابل اعتراض نہیں ہے۔

حکایت وروایت

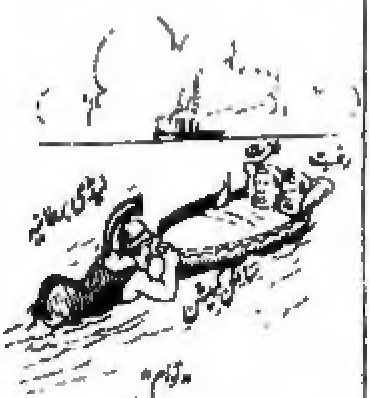
مباکیہ ومباسہ

فقیرنی: اے میاں اللہ تمھیں خوش رکھے۔ تم جیو۔
ممسک: اے بی بی۔ اللہ تمھیں خوش رکھے۔ تم جیو۔
فقیرنی: تمہارے بچے جئیں آباد رہو۔ شاد رہو۔
ممسک: تمہارے بچے جئیں آباد رہو۔ شاد رہو۔
فقیرنی: آئی ایک ایک دو دین میں ہزار ہزار دم۔
ممسک: آئی ایک ایک دو دین میں ہزار ہزار دم۔
فقیرنی: آئی بہرین بیاہ کے لا نصیب ہو۔
ممسک: آئی بہرین بیاہ کے لا نصیب ہو۔
فقیرنی: جنید اسی دو دمن سے۔
ممسک: مرتا سانیم لے۔

اب تو فقیرنی جھنائی۔ کیا سمجھی کہ آخر میں گز مروتن
ذی روح ہو گیا۔ اور لگا اپنی سی کہنے۔ اس نے
خونخوار آنکھوں سے بخیل کی طرف دیکھا سمجھ گئی کہ
میاں کچھ دولی دینے والے نہیں۔ دعا کے عوض
دعا دیتے ہیں۔ آخر میں دو دمن کا مقابلہ خصم سے کرتے
ہیں۔ بیچاری اپنا سا منھ لے کے چلی گئی۔
کہیئے جناب؟ کیا حال ہوا ہوگا جب حاجی صاحب
کا جب زر دوزی کا اور انھوں نے ایک لڑکے کے
ہاتھ سے شاہ کابل کی خدمت میں پیش کروایا اور
"مسلمانان ہند غریب تیم" کے جواب میں ۲
"لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" کی پر مغز وصاف ستی آنسو
کے جواب میں قاصد وصل دلینے بوسہ گرم از لب
جوان افغانی کی ڈپٹا ڈپٹ بے معنی وغیر مکتوب گفتگو
سماعت فرمائی یہ بھی نہ کہہ سکے ۔
بکہ چو سبا نہ دیرون ہنا خجلنی
معلوم شد کہ اس جوان افغانی کو نہ دینے کی گھاتھیں
بہ نسبت اس ممسک کے زیادہ یاد ہیں طرفہ یہ کہ
ممسک کے آخری جواب سے مجھ سا انکسار مشغلگی
گریبان انکسار کے گرمی سامنے کلمات سرد ونرم کے
تھا اور کلمات احترام کا تقابل بوسہ لنیام سے۔
چلیے غرب کی شکایت یک گونہ جاتی رہی کوئی بھی
نام نہ رکھ سکا کہ اسے غریب محروم پھرا۔ اسکے
علاوہ ہے

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

بھی نہ کہنا پڑا اس سے زیادہ شاہی نوازش کیا
ہو گی کہ گلے میں باہیں ڈالیں چہا چاٹی ہوئی ہے
اب اور جا ہیئے کیا رسم شوہری ہوجائے؟
دینے والے اور فیاضی کے ذریعے سے داماں ہو سکے

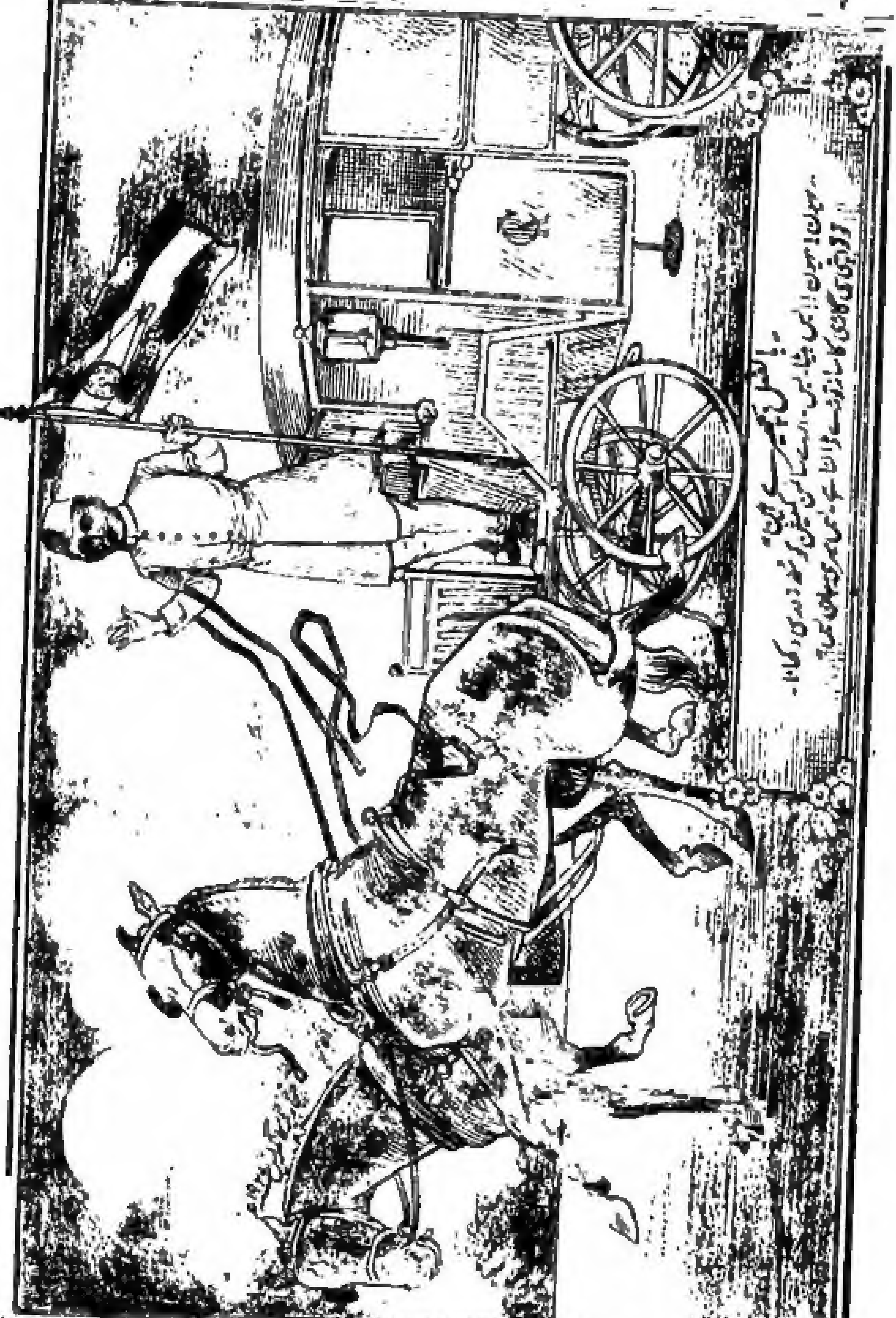


مرحوم
دوسری دنیا پار لگا دے

نبھانے کی کوئی علامت ہمارے شاہ افغانستان
یہاں نہیں چھوڑ گئے مگر اپنی ذات کی بہت سی
یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ایک تو ہم کہہ چکے۔ دوسری
یہ سننے میں آئی ہے کہ آپ ہم رتبہ استقبال کرنیوالے
جب ہم سے نہ پائے تو شاہانہ تزک اور ٹھاٹھ
چھوڑ کے دوستانہ روش اختیار کی اور مہمان
بن گئے دعوت کی حیثیت سرکاری نہ رہی لوگوں کا
خیال ہے کہ اگر شاہ ممدوح یہاں کے مسلمانوں پر بذل
مال کرتے تو آنکی ذکاوت پر حرف آتا اور دوسرے
فرقے طعن کرتے کہ ان صاحب!

جگر جگر ہے دگر دگر ہے

یہی تو تھی۔ بہرحال ۲۸ء کا یہ معانقہ ومباکیہ
ومباسہ ہمیشہ یادگار رہیگا۔
...



جملہ قسم کے عطریات و چٹنی و اچار مربہ و نہایت لذیذ و ارزان کارخانہ حافظ سیٹھ محمد رفیع تاجر گوند و سرکہ محلہ باغ گلشن سے طلب فرمائیے

ترانۂ کانگریس

ہند بھی ہو جائے گا اک دن دیا کانگریس
گر یہی چمکار ہے گا اقتدار کانگریس
پھر نہ ہے پھول میں یا رب اعتبار کانگریس
شیخ و شاب ہند سب ہو جائیں یار کانگریس
ڈلہوزی بازجی دادا بھائی طیب جی تلک
تو بچے یہ جذ اعتضائے وقار کانگریس
رہتی ہمیشہ نہیں اور بہت گفتاری کریں
ورنہ دکھلانے کے ہیں سب دوستدار کانگریس
نو ڈومین میں کا نتیجہ ہونے والا ہے بچا
خودکشی کر کے بنائیں گے مزار کانگریس
احتیاجی ملک کی آواز ٹھہری جب یہ بزم
کیوں نہیں کرتا ہر اک پھر اعتبار کانگریس
خاک میں مل جائے گی ہستی بگولے کی طرح
گر یہی قائم رہے سیل و غبار کانگریس
خودسری کو چھوڑ دو جب تک میں بیل کر رہے
ہم سفیر و دیکھتا ہے گر بہار کانگریس
مذہب و قومی کو سب اختیار لے اہل ہند
اور سب کھلا کر دو مل کر دیدار کانگریس
جسکو دیکھو اک جماعت کا بنا ہے سرگروہ
حد سے بڑھتا جا رہا ہے انتشار کانگریس
ہو نمایاں پھر کرن کے نعرۂ حق سرا
دل لبھاتا ہے سب کا سرو جو بہار کانگریس
ایک دن ہو گا ترقی اور تازی پر سوار
آجکل کہتے ہیں جسکو نے سوار کانگریس
ہو خزاں دور اور آئے پھر سے ہی فصل بہار
ہند کے گلزار میں چہکے ہزار کانگریس
جیت لیں بازی جو غیشوں صنم ارباب ختن
مستقر جہاں چلا جائیں رستگار کانگریس
کیوں طریقے بدلتا ہے تیرا آج ہمارا کچھ ہو آہ
کیوں یہ کھٹ جاتا ہے رہبر کانگریس
پھول پر ہرگز نہیں پڑتی ہے ظالم کی نگاہ
چشم پر بن میں کھٹکتا ہے خار کانگریس
دل میں کیوں لاتے ہو یارو تم تباہی کا خیال
آؤ ہم سب مل کے ہو جائیں نثار کانگریس

چین و جاپان ترکی و ایران نہیں خالی مرد
ہند بھی مجبور نہ اے نگار کانگریس
بھائی انصاری کہیں پھر وہ نہ کر بیٹھے وہی
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لینا مہار کانگریس
اے مسیحا اے طبیب ملک و ملت دیکھنا
مردوں میں جو نے نہ پائے ان شمار کانگریس
ہے ..... تو ان بھی ہے یہی خواہ وطن
اسلیے سمجھا ہے خدمت گزار کانگریس
خاکسار عشقی

اودھ رائل فیملی ایسوسی ایشن لکھنؤ

کسی شاعر کا قول ہے ؎



ریچھ رہا ہے گو میں بندھا ہے

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھکرا کر

بہادر شاہ ظفر مرحوم فرماتے ہیں ؎

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

اودھ کا خاندان شاہی امیری کے جنجال سے عمداً چھٹکارا پا چکا ہے۔ اسلیے قالین پر ٹھوکر نہیں مارتی آمدنی کم اور خرچ زیادہ۔ تعلیم اولاد کا سامان نادار۔ مگر خاندان کی بے پروائی مردم شماری بڑھانے والی کارروائی کی جانب ہمت کی زیادہ مصروفیت امیرانہ عادات۔ وہ آفتیں دیکھیں جن کے قالین کا سرا پھر تا گئیں اب ہماری زمین ہے ؎

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

افسر شاہانہ کمپنی کی حریصانہ نوازشوں اور عزیزوں کی مدد کی بدولت گنگا پار جا چکا مگر اپنے لوازم چھوڑ گیا بقول بدنصیبوں کے "آپ ہی میاں ورعیت اور آپ ہی میاں کھیت کھلیان" مٹی کے آبخورے میں پانی نہیں۔ آپ خاصہ نوش فرماتے ہیں۔ روٹی دال نہیں۔ خاصہ ارولش کرتے ہیں۔ رہ گیا فقیرانہ تاج تو وہ کسی کارخانے میں بنتا نہیں۔ وہ خود ہی سر پر اوڑھ جاتا ہے جو شہنشاہ ملک کی صفات موجود ہوں۔

اقوام عالم کی دیکھا دیکھی اودھ کے خاندان شاہی نے بھی ایک انجمن کے ہاتھوں بنا ڈالی اور آج جو اس کی افتتاحی تقریب میں شریک ہونے کا موقع آ گیا۔ انجمن کا تخم ۱۹۳۲ء میں بویا گیا تھا تین چار برس کے بعد اکھوا پھوٹا لہذا اس اکھوے کو بھی ہم تحائف سال نو کی فہرست میں داخل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ انجمن کے افتتاح کا فرض ہمارے شہر کے ہیرو لکھنؤ کے زندہ دل ڈپٹی کمشنر مسٹر گرین ادا کریں گے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ مسٹر گرین جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں اس میں برکت ضرور ہوتی ہے۔ دیکھیے کشتی کے دنگل ڈنڈے چل رہے ہیں۔ گنگا کلب لشکرے ادا ہے۔ اگر اس کھیل میں بھی ان کا ہی لگ گیا تو امید ہے کہ ان گدایانہ تاج بر سر کے پیوند دار تاج کی اصلی حالت سے بعینہٖ راز ہی سی مستعد لوکل گورنمنٹ کو مطلع کر دیجیے۔ مثل مشہور ہے "ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے" حکومت صاحب ہے اس نے نہیں ہاتھوں سے ملک پایا ہے لیے چوڑے وعدے بھی کیے ہیں اپنے پاس سے نہیں تو اس نو تیری کی رقم سے جو ہر سال چونے کی نال اور دس گھر سے کی طرح ہوتی چلی جاتی ہے اس خاندان کی مشکلات میں مدد عنایت کرے گی۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ منیجر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

قرآن بخط مصنف

ایک صاحب کے پاس نہایت غلط لکھا ہوا قرآن تھا۔ کسی دوست نے پوچھا کہ حضرت کس کے قلم کا لکھا ہوا ہے؟ جواب دیا کہ حضرت مصنف اسکے کاتب ہیں۔ وہ گھبرا کے صورت دیکھنے لگے تو انھوں نے کہا۔ اجی صورت کیا دیکھتے ہو۔ یعنی بعض چند الفاظ صحیح نہیں تھے لہذا یہ قرآن آسمانی قرآن نہیں ہے کاتب ہی اسکا مصنف ہے۔

بعض اسلامی جرائد اپنے پرچے کا وقار بڑھانے کے واسطے غلط سلط آیتیں اور غلط ترجمہ لکھتے رہتے ہیں۔ غالباً انکے پاس بھی مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پہنچ گیا ہے۔ یہ جاہل اور کم مایہ اخبار نویس قرآن کے ساتھ دل لگی کر رہے ہیں۔ کمبخت نہ تفسیر سے واقف نہ ترجمے سے۔

ایک صاحب ننگے پھر رہے تھے کوئی پوچھنے لگا تو بگڑ گئے۔

دلے ہم پر کیا ہنستا ہے اپنی آنکھوں پر آنسو بہا جن کا پانی ڈھل گیا ہے جب پڑتی ہیں بری جگہ پڑتی ہیں۔

غالباً ان غلط کرنیوالوں کا جواب بھی ایسا ہی منطقیانہ ہوگا۔

نظم ضمیمہ

اس نمبر کے ساتھ جو ضمیمہ شائع ہوا ہے ایک استاد فن کا نتیجہ طبع ہے حضرت نے اپنا نام چھپانا چاہا ہے مگر یہ اخلاقی و شرعی چھپا لا چھپ تا نہیں۔ لوگ مذاق طبیعت، رنگ کلام اور قدرت نظم سے پہچان لینگے۔ مفت میں ہمارے دفتر پر پیٹ سے بچے جننے کا الزام عائد ہوگا۔ لہذا اگر حرف نہیں تو دوسرے ہفتہ ہم ان سے اجازت لے کے نام شائع کر دینگے۔

ایک میاں نے اپنی لونڈی کا بوسہ لیا اور تاکید کی کہ خبردار بی بی سے نہ کہنا۔ لونڈی بڑے انداز سے بولی:-

"اے میاں بھی بارہ برس سے بی بی دروازے پر دربان کے ساتھ چہلیں کیا کرتی ہیں میں نے تمھیں خبر نہ کی تو ایک پیار کس گنتی کس شمار میں ہے۔ جلدی اسیں ابھی نہیں ہے"

حضرت ناظم خرابات علیہ الرحمہ کا یہ پیارا بھی بارہ برس کی جیل کا راز کے سنا تھا بکے رہتا ہے اسے ہم کیا کریں۔

عشق مجازی کا جوش

"بوسہ انیز و ہم افزاں کرگیا ہو گنبد"



اللہ رے عشق۔ سننے میں آیا کہ بمبئی میں ایک مقدمہ درپیش ہے۔ اس مقدمہ میں مجرم یا ملزم بیچارا بوسہ بازی کی وجہ سے دھر لیا گیا۔ درحقیقت یہ کوئی جرم نہیں کہ تشکر و احسان مندی کے اظہار میں کوئی شخص کسی کی دست بوسی کرے۔ بوسہ باز صاحب کو "بھگت گرو" ہونے کا دعویٰ ہے۔ آپ بے کوڑی بے پیسے تو بر مراد چڑھ گئے یا کسی کی دل دوز نگاہوں کے تیر شاعری نے گرو لاٹھی بنا کے اوپر کھینچ لیا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ گرو تھے تو عشق کی لٹی بیٹی اور بادہ گیر شوق نے اوچھال کے آپ کو گرا دیا۔ بہر کیف خواست و نا خواستہ اسی پیچ پر جا کے ڈٹ گئے جس پر مطلوب آرام گیر تھا۔ نرم گرم کا گفر خواہ مخواہ صحیح کھلتا اس پر یہ کہ گٹ پر فرعیس کرتا رہا اور مطلوب نے بھی زبان زوم نکالا۔

گر بقول حضرت مرزا:-

مجھے بھی منہ سے دیکھوں تو لگا کر اٹھاتے ہیں

اٹھاتے ہیں جنازہ وار بستر اٹھاتے ہیں

آپ کس طرح سنتے۔ پنچ کے حروں ختم ہوگئے ساتھ تو میرا ہوا نے آزادی طلب کیا۔ حضرت آزاد بھی تھے عاشق بھی تھے بےصبر بھی تھے پاس بیٹھا کیوں ہونے لگا تھا۔ مطلوب بیٹے اس صاحب کا دل لگا تھا۔ انھوں نے عاشق دل زدہ کا آزاد بھی اپنی گرہ سے دوا کیا اس فیاضی پر بیان عشق دل سے آہ بھرکے حلق ہی حلق سے ڈھیکی کرکے جو خون ہو آرہا تھا پھر جو خون سے حسرت کرکے محبت پرور کی طرح اس صاحب کے ٹینٹوے کی انگلے آ کے آ ۓ پر بصورت بوسہ جا بیٹھے ؎

انداز کی بلبل زقفس در بوستان افتد

مرا بوسہ تنک کے ہاتھ پڑی سر کہ جا بیٹھا

مقدمہ چل رہا ہے بقول جرائم آپ نے اس حرکت سے انکار نہیں فرمایا کہنے لگے: "میں ہوں بھگت گرو۔ دنیا کی عورتیں میری لڑکیاں ہیں بوسہ لے لیا تو کیا ہوا۔" دیکھیے یہ ہوا عشق کیا رنگ لاتا ہے۔ پیارے ہنوز ایک گرہ سے چوک ہو گئی۔ اگر نا اسلوم ڈونٹ کا رشتہ پہلے ہی سے ظاہر کر دیتے تو اتنی بڑی نرمی اور شفقت عشق نا گمانی پر صدا سے زیادہ بلند ہوتی۔ خیر اب تو ادھی بات اتنا طور کر کہ ہی پہ چوٹ کر بیٹھی۔

مولود بابا جے گیر لیلی ہوس ٹیکس

خبر ہوئی کہ نانا آپ نے سال کی خوشی منانے کے لیے سارا وہ آبادانہ کے چہان کھلونے ہوئے دور دور تک تھیں بیگ خبر دی الوہ تک پہنچ لگتا۔ ایک صاحبزادہ ہو پڑا۔ آپ جانتے ہیں کہ ٹیکس تو گل بھی سکتا ہے مگر بوس ٹیکس تو والی ہمالی بھی تھیں ہم جو سب ہی کس کی ایک صاحب کی سمجھ کیا آ۔ گیا کہ ستارہ کی شامت آئی ہو ایک کا دن چشن ٹیکس کا بہت چرچا ٹیکس بنا ہے۔ پہلوان پڑے گا۔ بشو صحبت خبر سب سے ایک امید رکھتی ہے کہ ابھی ایک ٹیکس کی جگہ خالی ہے۔ بیچے سنگین نہ نے کے ابھرے خواب میں کہیں بوس پڑھانے والے ہاتھ کو ترکلام کا ہم نام لیے بنا دیتے ہیں۔ اگر سارا وہ کا کہیں ہوش ہوا تو پھر نہیں ہے میرا بھائی اسکے علاوہ عشار کے صاحبزادہ کو۔ ابھی پہاں پہنچے تھے کئی رہتے ہیں۔

مجلدات اودھ پنچ ۲۷-۱۹۲۶ء

[illegible]

رکھنے کے قابل۔ قیمت فی جلد ... مع محصول۔

المشتہر: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

زمانہ و فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین ... کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے ... یہ کہ اگر آپ ... سے ادا کرنے پر قادر ہین تو ... اس کتاب مین ... ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا وہ ایک ستار اور ... سارنگی سے کام نکال سکتے ہین ... فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ماحصل اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ... موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی ... فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

(لطف) حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے درمیان پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔